استحکام پاکستان کی بنیادیں سیرت طیبہ کی روشنی میں

حکیم فیاض احمد

ایم اے، ایم فل، ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی

نوعِ انسانی پر خلاقِ کائنات کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے انسانوں کی ھدایت و رہنمائی کے لئے مختلف زمانوں میں اپنے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا۔ رب تعالیٰ کے یہ برگزیدہ بندے اپنے اپنے وقت میں اپنی قوموں کے لئے پیغامِ ربانی لے کر آئے اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ پر لگایا۔

ربانی ہدایت کے اس سلسلے میں سب سے ممتاز واہم ترین کارنامہ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے جن کی سیرتِ طیبہ نوعِ انسانی کے لئے دائمی و مکمل نمونہ ہے۔ آپؐ انسانیت کے عظیم محسن، سرچشمہء رشدوہدایت اور روشنی کا ایسا مینار ہیں جسکی کرنیں کائنات کے ذرے ذرے کو منور کررہی ہیں۔ آپؐ نے انسانیت کو مادی واخلاقی پستیوں سے نکال کر روحانی عظمتوں اور رفعتوں سے روشناس کریا۔ آپؐ نے نوعِ انسانی کی فلاح کے لئے نہ صرف ابدی ولافانی پیغام دیا بلکہ اپنے اعمال، افعال اور کردار سے ایسا نمونہ پیش کیا جس کی نظیر تاریخ انسانی میں ملنا محال ہے۔ آپؐ کی ذاتِ گرامی قرآنِ حکیم کی مکمل تفسیر، انبیاء ومرسلین کی سیرتوں کا خلاصہ، آسمانی تعلیمات وہدایت کا جوہر اور اخلاقی وروحانی اقدار کا گنج گرانمایہ تھی۔ اور عالمِ انسانی کی رہبری کے لئے سب سے زیادہ روشن چراغ تھی ہے اور رہے گی۔ مگر عالمِ اسلام کو درپیش چیلنجز اور موجودہ مسائل کا جو سامنا ہے اس کے لئے تمام عالمِ اسلام کو مل کر دشمنِ اسلام سے مقابلہ کرنا ہوگا اور بالخصوص پاکستان کے مسائل وچیلنجز کا تدارک اسوئے رسولؐ سے تلاش کرنا ہوگا۔

مذہبی چیلنجز

۱) **اہانت رسول ﷺ**: اسلام اور پیغمبر اسلام کے حوالے سے اہانت واشتعال انگیز مضامین و

تقاریر آج کی بات نہیں یہ رسول اللہؐ کے دور سے ہی دشمنان اسلام کا وتیرہ رہا ہے۔ابتدائے زمانہء اسلام میں مشرکین مکہ اور کفار نے آپؐ کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کا ایک طوفان کھڑا کیا ہوا تھا کبھی وہ آپؐ کو شاعر کہتے کبھی جادوگر اور کاہن ہونے کا دعویٰ کرتے وہ بدبخت تو آپؐ کو مجنون ثابت کرنے کی کوشش سے بھی باز نہ آتے تھے(۱)۔جس کا جواب قرآن نے یوں دیا ہے کہ

کہ(اے نبی)تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں اور ضرور تمھارے
لئے بے حساب اجر ہے اور بیشک تم اخلاق کے اعلیٰ مرتبے پر ہو"(۲)

ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا ہے اس بات کو ایک عیسائی نے آپؐ کی شان میں گستاخی کی اور آپؐ کے نعوذ باللہ کارٹون بناڈالے اس قبیح حرکت سے تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کو قلبی تکلیف پہنچی اور ابھی اس زخم کا ازالہ بھی نہیں ہوتھا کہ ایک عیسائی مبلغ جسے پوپ کہتے ہیں اس نے اسلام کے ستون جہاد کے بارے میں نازیبا الفاظ بول کر پھر مسلمانان عالم کو اذیت پہنچائی۔(۳)

۲) اسلام کے خلاف اشتعال انگیز پروپیگنڈا: ولید بن مغیرہ آنحضرت ﷺ کا صفِ اول کا دشمن تھا وہ طرح طرح سے آپ کو ستاتا تھا۔قرآن میں اسی کے لئے کہا گیا ہے کہ "جھٹلانے والے کی بات نہ سننا وہ بہت قسمیں کھاتا ہے طعنہ دیتا ہے ادھر کی ادھر لگاتا ہے بھلائی سے روکتا ہے حد سے بڑھا ہوا گنہگار درشت خو ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کی اصل میں خطا ہے"(۴) اٹلی کی معروف خاتون صحافی اوریانا فلاسی جو ابھی 77 سال کی عمر میں مری ہے یہ بھی اسلام کے حوالے سے اشتعال انگیز مضامین لکھنے میں بدنام ہوئی(۵) عالم اسلام کے سینوں کو اغیار کے ساتھ ساتھ نام نہاد مسلمانوں نے بھی برچھیاں مار کر لہولہان کیا ہے۔

ان میں ملعون سلمان رشدی(ایران)، تسمینہ خاتون(بنگلہ دیش) سے ہے۔اس قسم کے لوگوں کی تحریرات بڑی پرفریب اور زہریلی ہوتی ہیں کہ ان کا اثر روح تک کو گھائل کر دیتا ہے۔اس قسم کے اشتعال انگیز پروپیگنڈے شروع اسلام سے ہوتے چلے آرہے ہیں۔(۶)

۳) **فرقہ پرستی:** مذہبی چیلنجز میں ایک بڑا چیلنج فرقہ پرستی ہے مسلمان مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے اندرونی طور پر کمزور ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے کو جان سے مار رہے ہیں باہمی انتشار کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے اسے ختم کرنا آسان نہیں اس کیلئے ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے جو کہ بظاہر مشکل نظر آرہے ہیں کیونکہ ارباب اقتدار و اختیار اس طرف توجہ نہیں دے رہے۔ایک حدیث کے مطابق خود حضورؐ نے فرمایا بنی اسرائیل میں 72 فرقے تھے اور میری امت میں 73 فرقے ہونگے جس میں ایک فرقہ صحیح ہوگا اور وہ ہوگا جو برائی سے روکے گا اور نیکی کی طرف بلائیگا۔(۷) وطنِ عزیز پاکستان میں گذشتہ پندرہ بیس برس سے مذہبی فرقہ واریت اور علاقائی ولسانی تفرقات اور تعصّبات نے جو شکل اختیار کی ہے اسے کوئی بھی پاکستانی تحسین کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا یہ حقیقت ہے کہ علاقائی اور لسانی تعصبات سے زیادہ خطرناک عامل مذہبی فرقہ واریت ہے۔علاقائی اور لسانی معاملات میں بڑا مسئلہ معاشی مفادات کا ہے۔ہم دنیا کے نام نہاد ترقی یافتہ ممالک کا مقابلہ تو درکنار اپنے عوام کو بھی معاشی مسائل سے نجات نہیں دلا سکتے۔نہ ہی تمام طبقات کو "معاشی" عدل فراہم کر سکتے ہیں۔نتیجتًا ہمارے عوام کی تمام تر مساعی ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں صرف ہو رہی ہے۔

۴) **پاکستان میں عیسائیت کی یلغار:** تیزی سے بڑھتی ہوئی غربت وافلاس نے پاکستان میں غربت کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔پچھلے چند برسوں نے عیسائیت، قادیانیت اور اسماعیلی مذاہب کو پروان چڑھتے ہو دیکھا۔ایک انکشافی رپوٹ کے مطابق پاکستان میں ۱۷ہزار سے زائد افراد عیسائیت قبول کر چکے ہیں، جن میں زیادہ تر خوف، لالچ، فریب، ترغیب یا بہتر مستقبل کی خاطر مذہب تبدیل کرنے پر راضی ہوئے اس رپورٹ کے مطابق عالمی عیسائی مبلغین نے ۱۹۹۵ء میں پاکستان کو عیسائیت کے فروغ کے لیے انتہائی موزوں قرار دیا۔پاکستان میں عیسائیت کی جانب سے ۱۹۹۷ء میں تیار کی گئی رپورٹ میں بتایا گیا کہ پاکستان میں دیگر ایشیائی ممالک سے عیسائیت کا پرچار تیزی سے ہو رہا ہے۔پاکستان میں پیٹر رابرٹسن کو عیسائیت کی

تبلیغ کے لئے منتخب کیا گیا۔ پیٹر رابرٹسن بائبل کارسپانڈنس کا سربراہ ہے اور اس کا صدر دفتر میانوالی میں ہے جبکہ پیٹر رابرٹسن سول لائن میانوالی میں واقع چرچ سے سارا نیٹ ورک چلاتا ہے، جہاں عیسائیوں کا ۳۳واں سالانہ مسیحی کنونشن منعقد کیا گیا تھا، اس اجتماع کو شفاعیہ اجتماع کہتے ہیں۔ اس موقع پر پیٹر فابرٹسن نے ۱۲۹ مسلمانوں کو عیسائی بنایا جو ملک کے چاروں صوبوں سے آئے ہوئے تھے، ان میں ۷ ہندو بھی شامل تھے، جن کا تعلق تھرپارکر سے تھا جبکہ مسلمانوں میں سے پنجاب سے ۴۹، بلوچستان سے ۲۷، سندھ سے ۳۴ اور سرحد سے ۱۹ افراد کو لایا گیا۔ (۸)

۵) دہشت گردی کا چیلنج: انگریزی زبان میں دہشت کے لئے لفظ Terror استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں حد درجہ خوف، کسی شخص یا چیز کو خوفزدہ کرنا اسی طرح دہشت گردی کے لئے استعمال ہونے والا لفظ Terrorism ہے جس کے معنی ہیں تشدد اور دھمکی کا استعمال۔ مغربی لٹریچر اور اسلامی لٹریچر میں بنیاد پرستی کی اصطلاحات مختلف معانی میں استعمال ہوئی ہیں۔ اس لئے اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اسلام میں بنیاد پرستی کیا ہے اور اس کے کیا معنی ہیں؟ اسلام میں بنیاد پرستی یہ ہے کہ اسلام کی پانچ بنیادوں پر اپنی فکر ونظر اور کردار وعمل کو استوار کیا جائے۔ ان بنیادوں میں ایک عقیدہ توحید ہے اور چار دوسرے اعمال ہیں۔ یورپ میں جس چیز کا نام بنیاد پرستی ہے اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ مغربی میڈیا اکثر و بیشتر یہ تاثر دیتا ہے کہ "بنیاد پرستی" کے نام سے مشہور مذہبی جدوجہد جو بعض اوقات متشددانہ بھی ہو جاتی ہے ایک خالصتاً اسلامی مظہر ہے جبکہ معاملہ یہ نہیں ہے۔ بنیاد پرستی ایک عالمی حقیقت ہے اور ہماری جدیدیت کے جواب میں ہر بڑے عقیدہ میں رونما ہو چکی ہے۔ بنیاد پرستانہ یہودیت ہے، بنیاد پرستانہ عیسائیت ہے، بنیاد پرستانہ ہندومت ہے۔ بنیاد پرستانہ بدھ مت ہے، بنیاد پرستانہ سکھ مت ہے اور یہاں تک کہ بنیاد پرستانہ کنفیوشس مت بھی موجود ہے۔ (۹) آئرلینڈ کے لوگ جو تشدد کرتے ہیں وہ عیسائیت کی تعلیم نہیں ہے یا جنوبی افریقہ میں سفید فاموں نے جو کچھ کیا اگرچہ وہ عیسائی تھے مگر عیسائیت کی یہ تعلیم نہیں ہے اسی طرح اگر کسی جگہ بعض مسلمان اپنے معاشی، سیاسی اور مذہبی حقوق کے لئے

جدو جہد کرتے ہیں تو ان کو صرف بنیاد پرستی کہہ کر رد کر دینا کوئی معقول رویہ نہیں ہے۔(۱۰)

۶) **این جی اوز:** وہ تنظیمیں جو غیر سرکاری طور پر معاشرے کے مجموعی یا ایک مخصوص شعبے کی فلاح اور ترقی کے لئے کام کریں این جی اوز کہلاتی ہیں (۱۱)۔ این جی اوز کا تصور انیسویں صدی کے دوران امیر صنعتی ممالک میں مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کے نام پر پروان چڑھا (۱۲)۔ آج دینا کے کسی بھی حصے میں این جی اوز اور درج ذیل شعبہ جات میں سب یا ان میں سے بعض میں مداخلت کرتی ہیں (۱۳)۔ خدمات اور سپلائی، وسائل میں اضافہ، تحقیق و تجسس، انسانی وسائل کی ترقی، عوامی اطلاعات، تعلیم۔(۱۴)

این جی اوز کی ملکی امور میں مداخلت: اب آئے ایک نظر ڈالتے ہیں کہ امریکہ کی طرف سے نوازی جانے والی این جی اوز کن کن دھندہوں میں ملوث ہیں (۱۵)۔ اسلام آباد میں وزارت داخلہ کو تمام حساس اداروں نے متفقہ رپورٹ دی ہے کہ پاکستان مین کام کرنے والی لابی این جی اوز جاسوسی، عیسائیت کی تبلیغ اور افغانستان میں طالبان مخالف شمالی اتحاد کو اسلحہ سپلائی کرنے میں ملوث ہیں، تحقیقات کے بعد جب سنگین نوعیت کے یہ حقائق تمام تر شواہد کے ساتھ سامنے آگئے تو حکومت نے اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا کہ این جی اوز سے کہا جائے کہ وہ خاموشی کے ساتھ اپنا بوریا بستر سمیٹ کر پاکستان سے چلی جائیں۔(۱۶) مگر مغربی مملک نے حقائق کو دیکھتے ہوئے این جی اوز کی غلطی تسلیم کرنے کے بجائے حکومت پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ این جی اوز کو پاکستان میں کام جاری رکھنے دے۔ ایک مغربی ملک کے سفارت کار نے تنبیہ کی کہ اگر ہماری این جی اوز کے افراد کو پاکستان میں قیام کی اجازت نہ دی گئی تو ان کا ملک بھی پاکستان کے شہریوں کو ویزے جاری کرنا بند کر دے گا (۱۷)۔ اس وقت پاکستان میں ایک محتاط اندازے کے مطابق ۵۴ ہزار رجسٹر این جی اوز کام کر رہی ہیں (۱۸)۔ یہ دنیا میں سب سے بڑی تعداد ہے۔ ان تنظیموں میں سے ۳۳ ہزار ۱۶۸ر پنجاب (صرف لاہور شہر میں ساڑھے چھ ہزار این جی اوز ہیں) ۱۶ر ہزار ۸۹۱ر سندھ، ۳۵ر ہزار ۷۶ ۳ر بلوچستان اور ۳ر ہزار ۳۳ ۳ر صوبہ سرحد میں رجسٹر ہیں (۱۹)

ج۔آپ ﷺ محبت کا پیکر عظیم تھے۔آپ ﷺ کی رحمت و شفقت سب کی لیے یکساں تھی (۲۰)۔آپ ؐ کی رحمت صرف امت کے لئے نہ تھی بلکہ آپ ؐ کافروں کے لئے بھی رحمت للعالمین تھے (۲۱)۔طلوع اسلام سے قبل جنگ و جدل، قتل وخون، انتہا پسندی اور جمود کی کئی مثالیں ہمیں نظر آتی ہیں (۲۲)۔بقول "ایام العرب کا ایک سلسلہ ہے جو خون کی موجوں کی طرح سارے جزیرہ میں پھیلا ہوا تھا (۲۳) ہر مذہب یہ چاہتا ہے کہ دوسرے مذاہب ختم ہو جائیں اور ان سب کی جگہ ان کا مذہب لے لے اور ہر مذہب میں جبر وزبردستی داخل کرنا جائز ہے۔لیکن اسلام اور داعی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام کا دامن ان دونوں چیزوں سے پاک ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

لااکراہ فی الدین، قد تبین الرشد من الغی. (۲۴)

دین اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔ہدایت گمراہی سے الگ ہو چکی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مورخین پورے یقین کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ مسلمانون نے کسی قوم یا گروہ کو اسلام میں لانے کے لئے زبردستی نہیں کی۔زوبدتسوان اپنی کتاب "تاریخ شارلکن" میں اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ: (مسلمان وہ واحد قوم ہے جس نے دینی غیرت اور رواداری کی روح کو دوسرے مذاہب سے تعامل کے دوران پیش نظر رکھا، انہوں نے اپنے دین کی اشاعت کی شدید خواہش کے باوجود ان لوگوں کو آزاد چھوڑا جو اپنے دین کو چھوڑ کر اسلام قبول نہیں کرنا چاہتے تھے۔(۲۵)

تاریخ انسانی اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمانانِ اسلام اور پیغمبر اسلام کے حوالے سے کسی بھی مذہب یا صاحب مذہب کے خلاف اہانت واشتعال انگیز مضامین وتقاریر آج تک منظر عام پر نہیں آئیں ہیں۔اسلامی تعلیمات میں یہ بات شامل ہے کہ تمام عالم کے مذاہب کا احترام کیا جائے۔اور سابقہ تمام آسمانی کتب اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔اور ان کو برحق جانے۔اسی طرح فرقہ پرستی، تعصب ولسانیت کو بھی پسند نہیں کیا گیا ہے۔اور یہاں تک آپ ؐ نے فرمادیا کہ

جس نے عصبیت پر جان دی وہ ہم میں سے نہیں (یعنی مسلمان نہیں)۔ان حالات میں اتباع رسولؐ میں ہی ہماری نجات ہے۔آپؐ نے خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر فرمایا:

یاایھاالناس! انی قدترکت فیکم ما ان اعتصمتم فلن تضلو ابداً، کتاب اللہ ، و سنتہ نبیہ ﷺ (۲۶)

اے لوگو! میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت۔

رہنمائے کارواں انسانیت ﷺ کی سیرت ضیاء میں انسانیت کے اضمحلال اور تھکان کا مداوا تلاش کریں (۲۷)۔معلم اعظم ﷺ ہی اخلاق اور حکمت کا سرچشمہ ہیں انہی کی اتباع میں ہماری نجات ہے جن کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ:

ویعلمکم الکتب و حکمتہ و یعلمکم مالم تکونو تعلمو (۲۸)

تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ تمہیں باتیں سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

جب تک ہم اپنے سفر کا آغاز "منہاج النبوۃ" کی روشنی میں نہ کریں تو ہماری کامیابی ممکن نہیں بلکہ ناکامی قطعی اور یقینی ہے۔ہمیں بغیر لیت ولعل کے یہ حقیقت تسلیم کرنی ہوگی کہ تعلیمات نبوی ﷺ کے سوا ہمارا اور کوئی چارہ نہیں۔(۲۹)

معاشی چیلنجز

قرآن حکیم کے مطابق اسلامی حکومت کے قیام کے مقاصد میں یہ بات شامل ہے کہ ان نیک کاموں کو فروغ حاصل ہو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عالم انسانی کے لیے لازمی وضروری ہیں اور تمام انسان منکرات وخواہشات سے محفوظ رہیں جو انسانی زندگی اور انسانی معاشرے میں فساد و

تضاد کی بنیاد بنتے ہیں (۳۰)۔ چنانچہ استحکام ریاست کے لئے یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ وہ معاشی واقتصادی اعتبار سے مضبوط و مستحکم ہواور دوسرے تمام معاملات کی طرح معاشی استحکام بھی صرف اور صرف اسی صورت میں حاصل کیا جا سکتا ہے جب ہماری معیشت و اقتصادیات کی عمارت اسلامی خطوط پر استوار ہو (۳۱)۔ دولت کی پیدائش اس کی گردش اس کے استعمال کا طریقہ اوراس کی آمد ورفت کا سارا نظام اسلام نے واضح طور پر بیان کردیا ہے۔ (۳۲)

دوسرے تمام رائج الوقت نظاموں میں یہ بات قدر مشترک ہے کہ ان کے ہاں دولت خواہ کسی طرح حاصل کی جائے جب کسی شخص کو حاصل ہو جائے تو وہ اس کا مالک قرار دیدیا جاتا ہے۔اور یوں اس کو کھلی مالی من مانیوں کی اجازت مل جاتی ہے۔جبکہ اسلام کے مطابق ہر قسم کی دولت اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اوراس کی ملکیت ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: واتوہم من مال اللہ الذی اٰتکم (۳۳) "اورتم انہیں اللہ تعالیٰ کے اس مال سے دو جواس نے تمہیں عطا کیا ہے"۔

۱) **معاشی عدم استحکام**: پاکستان کی بدنصیبی ہے کہ اس میں ذاتی مفادات بالاتر رہے۔اور سیاسی ومعاشی استحکام قائم نہ ہوسکا۔قائداعظم اورتحریک پاکستان کے جانثاروں کی انتھک کاوشوں سے پاکستان معرض وجود میں آیا۔قائداعظم نے مہاجرین کی آبادکاری، معیشت کے رہنما اصولوں کے تعین اور خارجہ حکمت عملی سے اس نوزائدہ مملکت کے استحکام کے لئے کاوشیں کیں لیکن ۱۹۴۸ء میں قائداعظم کی رحلت اور چند سالوں میں لیاقت علی خان جیسے عظیم لیڈر کی وفات سے پاکستان کو دھچکا لگا (۳۴)۔ ۵۸-۱۹۴۷ء کا دور پاکستان کے لئے ابتلا کا دور تھا۔خواجہ ناظم الدین غلام محمد اور اسکندر مرزا کے دور میں ذاتی مفادات کی وجہ سے استحکام پیدا نہ ہوسکا۔ آئین ساز اسمبلی توڑ دی گئی۔ (۶۹-۱۹۵۸) کے دوران مارشل لاء نافذ رہا تاہم معاشی ترقی ہوئی۔ ۷۱-۱۹۶۹ء کے دوران ملک کربناک دور سے نبرد آزما رہا۔ یحییٰ خان کے دور میں سقوط ڈھاکہ کا سانحہ پیش آیا۔ ۷۷-۱۹۷۲ء کے دور میں ۱۹۷۳ء کا آئین بنا۔ ۸۸-۱۹۷۷ء کے دوران مارشل لاء نافذ رہا۔ ۹۶-۱۹۸۸ء کا دور عجیب سیاسی کشمکش کا دور تھا۔ معیشت اس دور میں بری طرح متاثر

ہوئی (۳۵)۔ یہ تھی ہماری زبوں حالی کی مختصر تاریخ۔ سب تاریخ نویسوں نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ پاکستان کی نظریاتی جڑیں اسلام میں ہیں مگر افسوس کا مقام کہ پاکستان کا سیاسی کلچر بدترین کلچر رہا جس کی وجہ سے شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ نہ ہو سکا۔ معیشت کمزور سے کمزور تر ہوتی چلی گئی۔ معاشی عدم استحکام کی ایک اور بڑی وجہ سابقہ حکمران ملک کی دولت لوٹ کر اپنے بیرونی اکاؤنٹ میں جمع کراتے رہے۔ ملک کھوکھلے سے کھوکھلا ہوتا چلا گیا معیشت تباہ سے تباہ تر ہوتی چلی گئی۔(۳۶)

۲) **معاشی عدم مساوات:** سماجی برائیوں، بدعنوانیوں اور معاشی ناہمواریوں کی بنیادی وجہ معاشی ناانصافی ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ معاشی اور اقتصادی لحاظ سے جو قومیں کمزور ہوتی ہیں وہ مغلوب ہو کر بالآخر ختم ہو جاتی ہیں اور مفلسی کی وجہ سے انہیں معاشی لحاظ سے غالب قوتیں دین سے برگشتہ کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں اچھی معیشت کا انحصار جہاں دوسری باتوں پر ہے وہاں ملک کے سیاسی حالات کا بھی بڑا عمل دخل ہوتا ہے(۳۷)۔ ہمیں مغربی جمہوری طرز سے گریز کرتے ہوئے اسلامی طرز معیشت اپنانا چاہئے۔ مگر ایسا نہیں ہے ہمارے ہاں جو معاشی نظام رائج ہے وہ نیم جاگیردارانہ اور نیم سرمایہ دارانہ ہے۔ جس میں امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ جب تک معاشی عدل قائم نہیں ہوگا ہمارا حال بھی اچھا نہیں ہوگا۔(۳۸)

ج۔ آپ کا معاشی اسوہ حسنہ یہ ثابت کرتا ہے کہ سادگی، کفایت شعاری، دیانت داری اور خودانحصاری کی وجہ سے اقوام ترقی کرتی ہیں۔ شمائل ترمذی اور دیگر سیرت کی کتب سے ثابت ہے کہ آپؐ کا ایک لباس ہوتا جو آپؐ پہنتے حتٰی کہ سفراء سے بھی اسی لباس میں ملاقات فرماتے (۳۹)۔ آپؐ نے اسراف اور خیانت سے منع فرمایا۔ یہ رذائل کسی ملک کو مستحکم نہیں ہونے دیتیں (۴۰)۔ آپؐ نے قرض مانگنے سے منع فرمایا۔ اس سے اقوام کی عزتِ نفس جاتی رہتی ہے۔ بیرونی قرضہ جات لعنت ہیں۔ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۶۰ اسلامی ریاست کے بجٹ کے اخراجات کے قواعد کی اساس ہے:

انما الصدقت للفقراء و المسکین و العا ملین علیھا و المؤلفة قلوبھم و فی الرقاب و الغارمین و فی سبیل اللّٰہ و ابن السبیل فریضة من اللّٰہ و اللّٰہ علیم حکیم. (۴۱)

حضورﷺ نے واضح طور پر فرمایا تھا: جو شخص قرض چھوڑے یا ایسے پسماندگان چھوڑ جائے جن کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو وہ میرے پاس آئیں میں ان کا سرپرست ہوں۔(۴۲)

۳) **کرپشن:** ایک طرف پاکستان کی معیشت پر دفاعی اخراجات کا بوجھ ہے اور دوسری طرف کرپشن نے تباہی مچائی ہوئی ہے(۴۳)۔امریکہ نے پاکستانی سیاست دانوں، اعلیٰ سول و غیر سول فوجی افسروں اور تاجروں کی فہرست شائع کی ہے۔جن کا تعلق منشیات کی اسمگلنگ سے ہے۔ اس فہرست کے مطابق ایسے افراد کی تعداد ۸ ہزار ہے۔(۴۴) ملاحظہ ہو انگریزی اخبار دی نیوز مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۹۶ء اپریل ۱۹۹۷ء میں پاکستان ائرفورس کا ایک آفیسر پی اے ایف کے جہاز میں ہیروئن لاتے ہوئے امریکہ میں پکڑا گیا ہے۔ ہمارے لئے کس قدر ذلت کا مقام ہے۔اپریل ۱۹۹۷ء میں وزیراعظم پاکستان کے بیان کے مطابق ایک بیوروکریٹ نے تحقیقاتی عمل سے بچنے کے لئے متعلقہ افراد کے ۲۰ کروڑ روپے رشوت دینے کی پیشکش کی ہے۔(۴۵)

خاک ہے اب بھی چمن میں اڑتی ہے ۔۔۔ موسم گل اور یہ خزان۔۔۔۔۔۔۔۔افسوس

ایک طرف کرپشن کا سیلاب اور دوسری طرف غربت کا ریگِ رواں۔ ہماری حالت یہ ہے کہ ہمارے بجٹ کا ۳۵ فیصد قرضوں کی ادائیگی میں گزرتا ہے۔ دفاع پر اخراجات ۴۰ فیصد ہیں۔انتظامیہ پر اخراجات ۱۵ فیصد ہیں۔باقی ۱۰ فیصد سے خاک ترقی ہوگی۔اپریل ۱۹۹۷ء کے جنگ کی رپوٹ کے مطابق پاکستان میں ہر پیدا ہونے والا بچہ تقریباً ۱۶ ہزار روپے کا مقروض ہے اور ہر خاندان اوسطاً ایک لاکھ روپیہ کا مقروض ہے۔(۴۶)

۴) **آئی ایم ایف کا قرضہ:** سابقہ اور موجودہ حکمرانوں نے ملک کو چلانے اور ترقی دینے

کے نام پر عالمی ادارہ IMF سے قرضہ وصول کرنے کا جواز نکال رکھا ہے جبکہ آقائے دوجہاںؐ نے قرضہ کے متعلق فرمایا۔۔۔

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپﷺ نے مجلس میں موجود چند صحابہ کرامؓ سے اس بات پر بیعت لی کی وہ کسی سے سوال نہیں کریں گے۔(۴۷)(ایک اور روایت میں ہے کہ۔۔۔۔"دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے"(۴۸) آپﷺ کے نظام حکومت کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپؐ قرض کو اچھا نہ سمجھتے۔آپﷺ غریبوں کو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے کے بجائے محنت اور جدو جہد کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔حضورﷺ سوال کرنے کی بجائے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لانے اور بازار میں فروخت کر کے روزی کمانے کی ترغیب دلاتے۔(۴۹) IMF سے قرضہ لینے کے بعد اس کی جائز و ناجائز شرائط کو ماننا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ملک میں مہنگائی اور بے روزگاری بڑھ رہی ہے(۵۰)۔اور اگر ان کا آڈر نا مانا جائے تو اقتصادی پابندیاں اور بندشیں لگانے کی دھمکی ملتی ہے جس کی وجہ سے ملک ہمیشہ دباؤ میں رہتا ہے اور اس کی وجہ سے ایک عام شہری بھی مفلوک الحال رہتا ہے جس سے معاشرے میں بے چینی اور خوف مسلسل بھی رہتا ہے۔(۵۱)

اقتصادی اعتبار سے پسماندہ ممالک کو اپنی معیشت سنبھالنے کیلئے ترقی یافتہ ممالک سے امداد اور قرض لینے کی ضرورت اکثر و بیشتر پیش آتی ہے، بلکہ ان کی معیشت کا انحصار ہی امدادی قرضوں پر ہوتا ہے۔مگر ان ملکوں کی معیشت کے جائزہ سے واضح ہوتا ہے کہ عالمی طاقتوں سے قرضہ و امداد حاصل کرنے والا کوئی بھی ملک نہ تو اقتصادی طور پر خوشحال ہوا ہے اور نہ ہی دفائی لحاظ سے مضبوط، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان ممالک کی حالت خود انحصاری کی پالیسی اپنانے والے ممالک کے مقابلے میں انتہائی مخدوش ہے۔(۵۲)

۵) رشوت خوری: ملکی اور ریاستی استحکام کے لئے جو چیزیں سب سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوتی ہیں ان میں سے ایک رشوت کی لعنت بھی ہے۔رشوت نے اچھے اچھے اور ترقی کرتے ہوئے

معاشروں کا قلیل ترین مدت میں شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا ہے(۵۳)۔جس ملک میں رشوت کا دور دورہ ہو وہاں امن واستحکام کی امید رکھنا عبث ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ظلم واستبداد کو جنم دیتی ہے برائیوں اور بدعنوانیوں کو پروان چڑھاتی ہے اور عدل وانصاف کا قلع قمع کرتی ہے(۵۴)۔ جب کہیں پر رشوت کا راج ہو جاتا ہے تو پھر عوام کے جائز حقوق غصب ہونے لگتے ہیں۔ان کی جان و مال کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔اور حق تلفی،فریب کاری،حرص وطمع،عہد شکنی اور خباثت و بدبختی و بددیانتی کا دروازہ کھل جاتا ہے اور پھر ان کے نتیجہ میں باہمی تنازعات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔جو بالآخر حکومت وریاست کی تباہ کاری پر منتج ہوتا ہے(۵۵)۔

اس لئے آنحضورﷺ نے رشوت لینے اور دینے کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔(۵٦) دنیا میں رشوت کے بہت سے طریقے رائج ہیں،لیکن ان سب کی بدترین قسم وہ ہے جس میں ایک شخص کو اپنا جائز حق حاصل کرنے کیلئے بھی رشوت دینی پڑے۔ یہ سلسلہ آج کل ہمارے ہاں خصوصیت کے ساتھ رائج ہے اور عوام الناس کے لئے نہایت تکلیف اور پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔(۵۷)

ج۔حکومتی مناصب پر فائز حضرات کی ایسی روش خاص طور پر زیادہ مضر ثابت ہوتی ہے۔حدیث شریف میں ایک واقعہ کا ذکر ہے ابوحمید ساعدیؓ کی روایت ہے کہ ایک

مرتبہ رسولؐ نے ایک شخص کو بنی سلیم کے صدقات وصول کرنے کے لئے عامل مقرر فرما کر روانہ کیا۔جب وہ مال وصول کر کے لوٹے تو آپؐ نے رقوم کا حساب طلب کیا۔اس پر وہ کہنے لگے:

هذا مالكم و هذا هديةٌ

یہ آپ کا مال ہے۔یعنی وصول شدہ صدقات ہیں اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو تم کیوں نہ اپنے ماں

باپ کے گھر بیٹھے رہے؟ یہ ہدیہ وہیں تمہارے پاس آجاتا۔(۵۸) پھر آپ ؐ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں اس عمل کی مذمت فرمائی اور اس کے وبال کا بھی ذکر فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا" حمد وثنا کے بعد! میں تم میں سے کسی شخص کو اس کام پر عامل مقرر کرتا ہوں جس کا اللہ نے مجھے ولی بنایا ہے پھر وہ شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ سو وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا کہ اس کا ہدیہ وہیں پہنچ جاتا۔ خدا کی قسم تم میں سے جو شخص بھی کوئی چیز ناحق وصول کرے گا وہ قیامت کے روز اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ وہ اس کو اٹھائے ہوئے ہوگا۔ میں تم میں سے ہر اس شخص کو پہچان ہوں گا جو اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اونٹ اٹھائے ہوئے ہوگا، جو بلبلا رہا ہوگا یا گائے اٹھائے ہوئے ہوگا جو چیخ رہی ہوگی یا بکری اٹھائے ہوئے ہوگا جو منمنا رہی ہوگی (۵۹)۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے اس مبارک خطبے میں کئی باتوں کی وضاحت فرمادی (۶۰) وہ تمام حکام جو کسی بھی قسم کی مالی وصولیوں کے ذمہ دار ہیں ان کو ملنے والے تمام تحائف سرکاری خزانے کی امانت ہیں۔ ان کا ان تحائف پر کوئی حق نہیں (۶۱) اسی طرح تمام سرکاری حکام اور ذمہ دار حضرات کو ملنے والے تحائف بھی چونکہ ان کے مناصب اور عہدوں کی بناء پر انہیں ملتے ہیں اس لئے وہ ان کے حق دار نہیں (۶۲)۔

سیاسی چیلنجز

۱) **اندرونی سیاسی مسائل:** کوئی بھی ملک اور قوم سیاسی، معاشی اور معاشرتی اعتبار سے مستحکم نہیں ہوسکتی جو مخلص اور جرأت مند قیادت سے محروم ہو۔(۶۳) ملک کی قیادت جس قدر مخلص، راستباز، دیانتدار اور قابل افراد کے ہاتھوں میں ہوگی اسی قدر ملک وقوم اور معاشرے کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ایسی قیادت منتخب کرنے کی ہدایت کرتا ہے جو مومن، صالح، قابل اور جرأت مند ہو (۶۴) جو عوام کے مسائل کا ادراک رکھتی ہو، جھوٹ، دغابازی، منافقت اور وعدہ خلافی پر مبنی سیاست سے پاک ہو، دولت، اقتدار، جاہ ومنصب کی حرص اور طمع سے بے نیاز ہو (۶۵)۔ ہمارے ہاں صورتحال اس کے برعکس ہے سیاستدانوں کی اکثریت دولت

اور خاندانی اثر ورسوخ کی بناء پر اقتدار پر قابض ہوتی ہے اور ملک وقوم کی خدمت کے بجائے اپنی تمام تر صلاحیت و قابلیت کو دولت وشہرت کے حصول اور اپنے اقتدار کے مستحکم کرنے میں صرف کرتی ہے۔ فرائض سے غفلت، قانون شکنی، کرپشن، اختیارات کا ناجائز استعمال، اقرباء پروری اور جماعتی وابستگیوں کی بناء پر نوازشات کا سلسلہ موجودہ سیاسی کلچر کا حصہ بن چکا ہے۔ ایسی نااہل قیادت اپنی بداعمالیوں کے صلہ میں اپنے ساتھ ملک اور قوم کے بھی لے ڈوبتی ہے۔ (۶۶)

۲) سیاسی عدم استحکام: مسلم ممالک میں بالخصوص اور ہمارے ہاں سیاسی عدم استحکام کے پس پردہ مغرب کے سازشیں کارفرما ہیں وہ ان ممالک میں ایسی سیاسی قیادت کی حمایت کرتا ہے جو عوام کے مسائل کا شعور رکھنے اور ان کو حل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتی، قابل اور لائق اور اس کے زیر اثر ملکی استحکام اور ترقی کو وہ اپنی بالادستی کے لئے خطرہ سمجھتا ہے اور ان کے ذریعے ملک میں اپنی پالیسیوں کا اجراء کرتا ہے۔ اسلامی سیاست کے ماہرین نے حکمرانوں کی شرائطِ انتخاب میں ایک اہم شرط "حریت وآزادی" ذکر کی ہے۔ (۳۴) اس لئے کہ حاکمیت، محکومیت اور غلامی کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی اس لیے یہ ضروری ہے کہ حکمران اپنے دین اور ملک کے معاملات میں اصول شریعت کے مطابق رائے اور فیصلوں میں آزاد ہوں لہذا ایسا شخص ہرگز حکمرانی کے قابل نہ ہوگا۔ مگر بدقسمتی سے پاکستان کو وجود میں آنے کے بعد سے اب تک ایسی قیادت نصیب نہیں ہوئی جو اس ملک خداداد کو سیاسی استحکام عطا کرتی۔ جو اپنے نظریات، فیصلوں میں آزاد ہوتی اپنے فیصلے سپر طاقت سے نہیں کرواتی۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ

ہمارے حکمران حضور ﷺ کے عطا کردہ جمہوری اور شورائی نظام حکومت کو عصری تقاضوں کے مطابق رائج نہیں کردیتے اور سیاسی لٹوں اور بدعنوانوں سے اس ملک کو پاک نہیں کردیتے۔ (۶۷)

۳) محاذ آرائی کی سیاست: ایک اسلامی ریاست میں سیاسی نقطہ نظر کے اختلاف کی بناپر سیاسی جماعتوں کی گنجائش موجود ہے جب وہ شریعت کی حدود میں عوام کی فلاح و بہبود، ان کے

حقوق ومفادات کے تحفظ اور ملکی استحکام وترقی پر مبنی منشور رکھتی ہوں اوران کی جدوجہد اسلامی نظام حکومت کے قیام میں مدومعاون ہو۔لیکن ان کا وجود اگر ذاتی مفادات اور حصول اقتدار کی خاطر ہوتو اسلام اس طرح کی بے ثمر و بے مقصد گروہ بندی کی سخت مخالفت کرتا ہے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ سوائے انتشار، محاذ آرائی اور باہمی تعصب ومخاصمت کے کچھ نہیں نکلتا (۶۸)۔اس قسم کی جماعتیں اقتدار سے محروم ہونے کی صورت میں اقتدار کو ہر صورت میں حاصل کرنے اور جذبہ انتقام سرد کرنے کے لیے بے جا تنقید ومخالفت، احتجاج، ہڑتالوں اور مظاہروں کے ذریعہ افراتفری اور انتشار پیدا کرتی ہیں اور ملکی سلامتی کو بھی داؤ پر لگا دیتی ہیں۔

ج۔ یہ طریقہ کار آنحضرت ﷺ کی ہدایات کے سراسر خلاف ہے۔آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

لاتسبوا الو لاة فانهم ان احسنو ا كان لهم الأجرو عليكم الشكروان اساؤ افعليهم الوزرو عليكم الصبر.(۶۹)

حاکموں کو نہ کوسو، کیونکہ اگر وہ نیکی کرتے ہیں تو ان کے لیے اجر ہے اور تمہارے لئے موقع شکر اور اگر وہ برائی کریں تو ان کی گردن پر بوجھ اور تمہارے لئے صبر ہے۔

۴) **احتجاجی سیاست:** احتجاجی سیاست کا رویہ بھی پاکستان میں عام ہے۔اپوزیشن کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہوجائے یا کیسی بھی غیر حکومتی جماعت کے مزاج یا منفی کردار ادا کرنے یا لسانی، علاقائی اور فرقہ وارانہ تعصب پھیلانے کے خلاف ان پر پابندی لگائی جائے تو وہ سراپا احتجاج بن جاتی ہیں اور عوام کو سڑکوں پر لے آتی ہیں یا جدید طریقہ احتجاج بم دھماکوں یا ملکی تنصیبات کو نشانہ بناتی ہیں۔ یہ وہ جماعتیں ہیں جو بیرونی ممالک سے جو اسلام اور ملک دشمن طاقتیں ہیں ان سے ہدایات اور سرمایہ وصول کرتی ہیں اور ملک کو اندرونی طور پر کمزور کرنے کے

درپے ہیں۔(۷۰)

ج۔احتجاجی سیاست کا یہ رویہ ان احادیث کے بھی سراسر خلاف ہیں جن میں "سمع و طاعت" کی زیادہ سے زیادہ تاکید کی گئی ہے(۳۶)ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سنو اور اطاعت کرو خواہ تم پر کوئی ایسا حاکم بنادیا جائے جس کا سر خشک انگور یا کشمش کی طرح ہو۔(۳۷)اس لئے موجودہ سیاست کی اصلاح کے لئے ضروری ہے کہ وہ سیاسی جماعتیں جو منفی کردار کی حامل ہوں، ملک کے اساسی نظریات کی مخالف ہوں، ان کا منشور اور دستور اسلام کے منافی ہو اسلام اور ملک دشمن طاقتوں سے ہدایات اور سرمایہ وصول کرتی ہوں ان پر پابندی لگائی جائے۔مثبت سوچ رکھنے والی جماعتوں کے لیے ایسا ضابطہ اخلاق بنایا جائے جس سے سیاسی ہم آہنگی کو فروغ حاصل ہو۔(۷۱)

۵) علاقائی عصبیت کی سیاست: ملکی استحکام کے لیے علاقائی اور قبائلی عصبیت سم قاتل کا درجہ رکھتی ہے۔ایسا معاشرہ مسلسل طبقاتی کشیدگی اور انارکی کی زد میں رہتا ہے جہاں کسی بھی سطح پر تعصب روا رکھا جاتا ہو خاص کر جب یہ تعصب باہمی اور ریاستی معاملات میں دراندازہو جائے تو اس کے نتائج نہایت مہلک اور دوررس ہوتے ہیں۔اللہ تعالی نے قبائلی وعلاقائی تفریق کا رویہ ارشاد فرما کر بند کردیا کہ اللہ تعالی کے نزدیک عزت اور شرف کا مدار تقویٰ پر ہے قوم وقبائل پر نہیں۔ ارشادِ باری ہے کہ:

> **یا ایھاالناس انا خلقنا کم من ذکر وانثیٰ و جعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر. (۷۲)**
>
> اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد وعورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے

زیادہ متقی ہے، یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا باخبر ہے۔

ملک پاکستان میں ۴ صوبے ہیں اور ان صوبوں میں درجنوں علاقائی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ہر علاقے کی اپنی زبان اور بولی ہے۔ اس ملک کا ایک سنگین المیہ یہ بھی رہا ہے کہ یہاں کے سیاستدانوں نے اپنے اپنے علاقوں میں لسانی بنیاد پر جماعتیں بنا رکھی ہیں۔ ان کی نشادہی کی ضرورت نہیں سب جانتے ہیں۔ ان کے کام اور ان کی حرکتوں سے بھی سب ہی واقف ہیں۔ یہ صرف اور صرف عصبیت کی بنیاد پر سیاست کرتے ہیں۔ ان کی بیخ کنی کرنا بھی حکومت کے لئے ایک بڑا چیلنج ہے۔ (۷۳)

ج۔ آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد سب سے پہلے انصار و مہاجرین کے مابین رشتہ مواخات قائم کر دیا تھا۔ کیونکہ آپؐ کو بھی اس قسم کی سنگینی کا بخوبی اندازہ تھا کیونکہ عرب میں بھی یہ رواج عام تھا۔ کیونکہ انصار و مہاجرین کے قبائلی پس منظر کو دیکھتے ہوئے ان کے مابین کسی بھی موقع پر اختلاف کا خدشہ موجود تھا۔ اس رشتہ اخوت نے جس کی بنیاد صرف مذہب پر قائم ہوئی، تاریخِ انسانی میں نیا باب رقم کیا۔ ہمارے وطن پاک کے موجودہ حالات کے حوالے سے اس رشتہ اخوت کو اپنانا ہوگا اور اپنے وطن کو ہر قسم کی عصبیت و تعصب سے پاک کرنا ہوگا اور آپؐ کی سیرت کو اپنانا ہوگا۔

۶) امن وامان کا فقدان: پاکستان میں امن وامان کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے اس وقت سے یہ مسئلہ مسلسل چلا آرہا ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر ماذرِ وجود میں آیا اور اسلام کے نام پر خالصتاً اسلامی تعلیمات کے عمل کیلئے حاصل کیا گیا تھا۔ مگر پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد سب سے پہلے اس کے حکمرانوں ہی نے اس ملک کو لوٹنا شروع کر دیا تھا اس کے بعد سیاستدانوں نے اسے لوٹا اور اب بھی لوٹ رہے ہیں۔ آکل کے حکمرانوں نے اس ملک کے عوام کو عام لٹیروں کے حوالے کر دیا ہے (۷۴)۔ جس کے وجہ سے اسٹریٹ کرائم میں بہت زیادہ اضافا ہو گیا ہے۔ روزانہ ملک کے ہر اخبار میں یہ خبریں لازمی ہوتی ہیں کہ کل شہر

میں شہری ۱۰۰ موبائل فونز سے، ۵۴ گاڑیوں سے محروم ہو گئے اور شہر کے مختلف علاقوں میں ۵ سے ۱۰ لاکھ کی ڈکیتی پڑی اور مزاحمت کرنے پر ڈاکوں نے ۶ شہریوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ۴ عورتوں کی عزتیں لوٹ لی گئیں، ایک تاجر کو اغو کر لیا گیا، تاوان نہ دینے پر تاجر کے لڑکے کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ کپڑے کی مارکیٹ سے بھتہ وصول کرنے والوں نے ایک دکان دار کے بھتہ نہ دینے پر اس کی دکان کو آگ لگا دی۔ (۷۵)

ج۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جس طرح حضور ﷺ نے اسلامی ریاست کے بنیاد رکھی اسی طرح پاکستان کی بھی بنیاد رکھنی چاہئے تھی اور حضور ﷺ کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے تمام معاملات کو اسلامی طرز پر لے کر چلنا چاہئے تھا۔ جس طرح حضور ﷺ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھتے ہی داخلی امن کی طرف توجہ فرمائی۔ قوموں کے حقوق و فرائض متعین فرمائے۔ فساد پھیلانے والوں کے خلاف سخت سے سخت کاروائی فرمائی۔ (۷۶) رسول اللہؐ نے ریاست میں قائم کردہ تمام شعبوں کے استحکام کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ زکوٰۃ کا ادارہ ہو یا بیت المال، احتساب کا معاملہ ہو یا عدل و انصاف کی فراہمی کا، ہر ادارے کو صحیح اور درست سمت میں چلانے اور خدمت خلق کے راستے پر لانے کا اہتمام فرمایا۔ (۷۷) انتظامی معاملات حل کرنے والے اداروں میں عموماً نبی کریم ﷺ مقامی آدمیوں کے تقرر کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ (۷۸) اس لئے کہ مقامی افراد اپنی جگہ کے حالات و مسائل سے اچھی واقفیت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں علاقے سے جذباتی لگاؤ اور سماجی دباؤ کے تحت صحیح کام کرتے ہیں۔ داخلی امن و سکون کی بحالی کے لئے سماجی اقدامات بھی ضروری ہیں اس ضمن میں محلہ وار کمیٹیاں بنائی جائیں جن میں اچھی شہرت رکھنے والے پڑھے لکھے ایسے دیانتدار افراد کو رکھا جائے جن کے دل خدمت خلق اور خوف خدا سے معمور ہوں۔ (۷۹)

۷) بیرونی خطرات: ریاست کے داخلی استحکام کو بحال رکھنے کے ساتھ ساتھ بیرونی خطرات سے مدافعت کا انتظام بھی ضروری ہے۔ بیرونی خطرات سے نمٹنے اور جنگ کو کم کرنے کا

ایک عام طریقہ یہ ہے کہ فنون حرب میں اتنی ترقی کی جائے کہ دشمن کو حملہ کرنے کی ہمت ہی نہ ہو۔(۸۰) سیرت کے ذخیرے سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے جدید ہتھیار حاصل کئے اور استعمال بھی فرمائے۔(۸۱) علاوہ ازیں آپؐ نے فنون حرب کی طرف خاص توجہ فرمائی۔اس ضمن میں آپؐ نے ان کھیلوں اور ورزشوں کی حوصلہ افزائی فرمائی جو جنگ کے لئے مفید ہو سکتے ہیں مثلاً نیزہ بازی، تیراندازی، گھوڑ دوڑ اور تیراکی وغیرہ۔(۸۲) آپؐ نے مخالفین کی دشمنانہ سرگرمیوں کی اطلاع حاصل کرنے کے لئے جاسوسی کا صحیح انتظام فرما رکھا تھا۔(۸۳) خارجی امن و استحکام کے سلسلے کی ایک اہم کڑی آنحضرت ﷺ کے وہ معاہدے تھے جو آپؐ نے اسلامی ریاست کے قیام کے فوراً بعد کئے، سیرت کے ذخائر سے ثابت ہے کہ دشمن کی ریشہ دوانیوں سے بچنے کے لئے نبی کریم ﷺ نے مدینہ کے اطراف میں اہم قبائل سے امن معاہدات کئے یہ معاہدات اسلامی ریاست کے خارجی استحکام میں بہت ہی کارآمد ثابت ہوئے۔(۸۴)

ج۔دفاعی سلامتی کے لئے حکومت کو جدید ترین ہتھیار نہ صرف حاصل کرنے چاہیئں بلکہ ان کا ملک کے اندر بھی تیار کرنا ضروری ہے۔ملکی سیکرٹ سروس کو سیاسی اثرات سے بچا کر پیشہ ورانہ مقاصد کیلئے فعال بنایا جائے۔ہمسایہ ممالک خصوصاً اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات انتہائی بہتر بنائے جائیں اس ضمن میں ملک کی غیر مستحکم پالیسیوں کو استحکام دیا جائے تاکہ سیاسی جماعتوں کی تبدیلی کے ساتھ خارجہ پالیسی میں ردوبدل نہ ہو۔(۸۵)

ثقافتی چیلنجز

۱) مغربی و عالمی میڈیا کی ثقافتی یلغار: پاکستانی امہ لاکھ بیماریوں کی لپیٹ میں سہی مگر اب تک جس چیز نے اسے مکمل تباہی سے محفوظ رکھا ہے وہ اسلامی ثقافتی اقدار ہی ہیں لیکن تہذیب فرنگ کا عفریت ان اقدار کو بھی اب ہم سے چھین لینا چاہتا ہے۔شرم و حیا، پردہ، مستحکم ازدواجی زندگی کے اصول وضوابط اور باوقار لباس ہمارا طرۂ امتیاز تھے لیکن یہود و نصاریٰ کی سازشوں سے پہلے ہمیں فرنگی تہذیب کی چکاچوند سے مرعوب کیا گیا۔پھر پردہ کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ

قرار دیا گیا۔ جب یہ حربے زیادہ کارگر نہ ہوئے تو فلموں کے ذریعے عریانیت اور بے حیائی کو رواج دیا گیا ہے۔ وی سی آر کی وبا پھیلائی گئی (۸۶)۔ مخرب اخلاق اور حیا سوز فلموں کے ذریعے یورپین کلچر کو ترویج دی گئی اور اب الیکٹرانک میڈیا نیٹ ورک قائم کر کے ڈش، کیبل انٹرنیٹ کی لعنت کو عام کر دیا گیا ہے۔ ابھی تک شاید ہمیں یہ اندازہ نہیں کہ الیکٹرانک میڈیا کتنی بڑی طاقت ہے اور کتنی خطرناک ہے۔ یہ بولہبی ہمیں اس طرح گھیر چکی ہے کہ اخلاقی اور روحانی پستی کے ساتھ ساتھ اس نے ہمیں فکری طور پر بھی گمراہی کی دلدل میں پھنسا دیا ہے۔ ہم کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی پیروی میں پنی کامیابی سمجھنے لگے ہیں۔ (۸۷)

ج۔ میڈیا یعنی ذرائع ابلاغ کی بنیادی طور سے دو قسمیں ہیں۔ ا۔ پرنٹ میڈیا، ۲۔ الیکٹرک میڈیا، پرنٹ میڈیا میں اخبارات ورسائل شامل ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا میں ریڈیو، ٹیوی انٹرنیٹ ویب سائٹس وغیرہ یہ ذرائع ابلاغ یا تبلیغ کے ذرائع ہیں۔ شاید ہم اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ کفار و مشرکین کا مقابلہ ہم ان کی پیروی کر کے ہی کر سکتے ہیں، کاش ہمارے مدنظر یہ ارشاد ربانی ہوتا کہ:

ولاتطع الکفرین و المنفقین و دع اذٰهم و توکل علی اللّٰه و کفیٰ باللّٰه و کیلا. (۸۸)

اور کافروں اور منافقوں کا کہانہ ماننا اور نہ ان کی اذیت رسانی کی پروا کرنا اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ اللہ ہی اس کے لئے کافی ہے کہ آدمی اپنے معاملات اس کے سپرد کر دے۔

لیکن ہم کفار و مشرکین کی پیروی میں ہی اپنی کامیابی سمجھ رہے ہیں۔ اس کفر و گمراہی کا علاج اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست　　　اگر بہ او نر سیدی تمام بولہبی است

احادیث مبارک میں ہے کہ:

لا یؤمن احد کم حتی یکون هواه تبعاًلماجئت به (۸۹)

اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہوتا جب تک اس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جو میں لایا ہوں۔

ترکت فیکم امرین لن تضلو اتمسکتم بهما کتاب اللّٰه و سنة رسوله (۹۰)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر چلا ہوں جب تک انہیں مضبوطی سے پکڑے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے یہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہیں۔

بلاشبہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ ہی مومن کا ضابطہ حیات ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے دنیا بھی سنورتی ہے اور آخرت بھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

الا ان اولیاء اللّٰه لا خوف علیهم و لا هم یحزنون الذین امنوا و کانو ایتقون(۹۱)

سن رکھو کہ جو اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ غمناک ہوں گے۔ (یعنی) وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

تعلیمی چیلنجز

۱) **نظام کی تبدیلی:** کسی بھی معاشرہ کے افراد کی ذہنی تطہیر کے لئے تعلیم مؤثر ذریعہ ہے۔ موجودہ تعلیمی نظام افراط و تفریط پر مبنی ہے لہٰذا اس تعلیمی نظام کو تبدیل کرنا ضروری ہے(۹۲)۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر برہان فاروقی یوں بحث کرتے ہیں کہ "ایک معاند تہذیب سے اپنے ثقافتی فضائل کی برتری کا تعین ختم ہوگیا، لادینی نظام تعلیم کے نفاذ سے دینی علوم کی تدریس کے بجائے لادینی علوم کی تدریس ہونے لگی، دینی نظام تعلیم کو ہمارے دور اقتدار میں آزاد تعلیم کی حیثیت حاصل تھی کیونکہ اس میں طب، ہندسہ، فنون داخل نصاب تھے۔ اس کا تعلق زندگی کے معاشرتی سیاسی، ثقافتی اور تعلیمی پہلوؤں سے منقطع ہوگیا اور وہ صرف عقائد اور تلقین اور عبادات کی ترغیب کے لئے مختص

ہوکر رہ گیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پوری زندگی اور نظام لادینی نظام کے تحت ڈھل گئی (۹۳)۔ خدا، رسول ﷺ اور آخرت کا اثر معاشرے پر باقی نہ رہا، عصری تعلیم کے ساتھ دینی علوم کی تعلیم بھی دینی ہوگی اور دینی و دنیاوی تعلیم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا ہوگا تعلیمی میدان میں عدل نہ ہونے کی وجہ سے ہماری حالت دنیا کے ۱۲۱ ممالک میں سے ۱۱۱ ویں نمبر پر ہے۔ (۹۴)

ج۔ استحکام پاکستان اور تعلیمی چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں بہترین راہنمائی حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ سے حاصل کرنا ہوگی (۹۵)۔ جو کہ راہنمائے کاروان انسانیت، رحمۃ للعالمین، عدیم المثال سوشل ریفارمر، عظیم ترین معمار انسانیت، آفتاب درخشاں، مونس دل شکستگاں، ہادی اعظم، فخر عالم، مصلح اعظم، معلم اعظم، در نجف، ناشر حکمت اور عظیم ترین مدبر اور ماہر سیاست حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ ہمارے لئے آئیڈیل، عالمگیر اور دائمی نمونہ عمل ہے۔ آپؐ کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی اسوہ حسنہ کی تقلید میں ہماری نجات ہے۔ قرآن حکیم اعلان کررہا ہے: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر و ذکر اللہ کثیرا)(۹۶)

استحکام پاکستان کیلئے درپیش چیلنجز کا تدارک اسوۂ حسنہ کی روشنی میں: رسول اللہؐ کی سیرت ہمارے لئے بہترین معیار ہے۔ انفرادی زندگی گزارنے کا سوال ہو یا اجتماعی فلاح و ترقی کی منزلیں مقصود ہوں۔ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ ہمیں امت مسلمہ کے موجودہ مسائل درپیش چیلنجز اور ان کا تدارک سیرت طیبہ کی روشنی میں کرنا ہوگا۔ اور مندرجہ ذیل نکات پر خصوصی توجہ دینی ہوگی۔

۱) وسائل معیشت کی ترقی کے ذریعے اقتصادی پسماندگی کا خاتمہ کرنا ہوگا: تیسری دنیا کے ممالک کا اہم مسئلہ اقتصادی پسماندگی ہے چونکہ یہ ممالک جن میں بدقسمتی سے ہمارا ملک بھی شامل ہے طویل عرصے تک سامراجی اقوام کے غلام رہے ہیں جنہوں نے ان کی اقتصادی ترقی کی طرف توجہ دینے کے بجائے ان کے وسائل کو اپنی ترقی اور خوشحالی کے لئے استعمال کیا اس لئے ان ممالک کے معیشت کی بنیادیں نہایت کمزور و ناتواں ہیں۔ اگر آزادی کے بعد بھی وہ اپنے وسائل

پر انحصار کر کے ان کی ترقی کی طرف توجہ دیتیں تو آج وہ بھی ترقی یافتہ ممالک کی طرح ترقی کی منازل طے کر رہی ہوتیں۔(۹۷)

۲) زرعی ترقی کرنا ہوگی: کسی ملک اور قوم کی خوشحالی کا دارومدار اس کی زرعی ترقی پر ہوتا ہے۔آپ ﷺ نے زراعت کو افضل ذریعہ معاش قرار دیا ہے۔اور اس کے ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

اطلبوا الرزق من خبايا الارض (۹۸)

رزق کو زمین کی پنہائیوں میں تلاش کرو۔

خود آپ ﷺ نے مقام "جرف" میں کاشت فرمائی(۹۹) آپ ﷺ نے آلات زراعت کو گھروں میں بند رکھنے کو قوم کی ذلت و بدحالی قرار دیا(۱۰۰) کیونکہ ان سے فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے زراعت کی ترقی متاثر ہوگی اور معیشت تباہ ہو کر رہ جائیگی۔(۱۰۱)

۳) صنعتی ترقی کرنا ہوگی: اقتصادی نظام میں صنعت و حرفت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔آنحضرت ﷺ نے اسے پاکیزہ ذریعہ معاش قرار دیا ہے۔(۵۷) آپؐ نے اس شعبہ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کافی ترغیبات دیں۔آج ہم اس شعبہ سے غافل ہو کر سوئی سے لے کر ہوائی جہاز تک کے حصول کے لئے غیروں کے محتاج ہیں(۱۰۲)۔جبکہ اس شعبہ میں ترقی کر کے ملکی پیداوار میں اضافے کے ساتھ ساتھ قومی آمدنی میں بھی اضافہ کیا جا سکتا ہے۔دور حاضر میں دفاعی قوت کا دارومدار بھی صنعتی ترقی پر ہے اور اس میدان میں ترقی کر کے ہم اسلام کی سربلندی اور ملک کے دفاع کا فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں۔(۱۰۳)

۴) تعلیمی ترقی کرنا ہوگی: معاشی اور سماجی ترقی میں تعلیم کا کردار بہت اہم ہے اور اسلام "علم نافع" کی تعلیم پر بہت زور دیتا ہے۔دنیا بھر میں جو اہم تحقیقی کام ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ زرعی اور صنعتی ترقی کی محرک تعلیمی ترقی ہے اس کے لئے نصابِ تعلیم کو اس معیار پر لانا ہوگا کہ وہ مذکورہ مقاصد کے حصول کے لئے مفید و معاون ہو سکے۔تعلیمی انقلاب ہی کے ذریعہ معیشت

معاشرہ اور ثقافت کو استحکام اور تری حاصل ہو سکتی ہے۔(۱۰۴)

۵) سادگی اور کفایت شعاری کی عادت اپنانا ہوگی: خود انحصاری کی پالیسی اپنانے، اقتصادی محکومی سے بچنے اور ملکی معیشت کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے ہر سطح پر سادہ طرز معیشت اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام اسراف اور تبذیر سے منع کرتا ہے اور فضول مال ضائع کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیتا ہے۔(۱۰۵) حضور ﷺ اور خلفاء راشدین نے سادگی وخاکساری کی بہترین مثالیں قائم کی ہیں۔ خود کفالت اور خود انحصاری کے مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ سادہ طرز معیشت اختیار کرنے کے لئے عوامی اور سرکاری سطح پر تحریک چلائی جائے۔(۱۰۶)

٦) دفاعی استحکام حاصل کرنا ہوگا: ملک کی سالمیت اور استحکام کے لئے جہاں داخلی انتظامات کی ضرورت ہوتی ہے وہاں بیرونی خطرات سے بچاؤ کے لئے بھی کچھ اقدامات کرنے پڑتے ہیں مثلاً جنگی تیاریاں، فوجی تربیت، ادسلحہ اور ہتیاروں کی تیاری اور ان کا حصول، دشمن کے مکروہ عزائم کو ناکام بنانے کے ساتھ ساتھ مضبوطی ملکی دفاع جنگ سے بچنے کا بھی اہم ذریعہ ہے(۱۰۷)۔ اس لئے قرآن حکیم میں جنگی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔

واعدوالھم مااستطعتم(۱۰۸)

اور دشمن سے بچاؤ

اور حفاظتی اقدامات کی طرف اس آیت میں متوجہ کیا گیا ہے۔

یاایھاالذین امنوا خذوا حذرکم

اے ایمان والو اپنا بچاؤ کرو۔

ان ہدایات کے ذریعہ مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے ہمیشہ چوکنا اور ہوشیار رہیں بلکہ حالت جنگ میں رہیں(۱۰۹)۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں جنگی تیاری اور طاقت کے حصول کیلئے ہمیشہ ترجیحی اقدامات اٹھانے ہونگے۔ مخبری اور جاسوسی کا نظام بیدار رکھنا

ہوگا۔ نوجوانوں کی لازمی جنگی تربیت اور دفاعی اخراجات میں کمی کرنا ہوگی۔ طاقت کا حصول جنگ سے بچنے کا بھی ذریعہ ہے اسے اپنانا ہوگا۔(۱۱۰)

۷) **تحمل مزاجی اختیار کرنا ہوگی:** برداشت یا تحمل اللہ تعالیٰ کی ان صفات میں سے ہے جن کا ذکر متعدد بار قرآن کریم میں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اسم "عفو" قرآن میں بے شمار مرتبہ آیا ہے(۱۱۱)

مثلاً واعلموا ان اللّٰہ غفور حلیم(۱۱۲)

ولکن لا تفقھون تسبیحھم انہ کان حلیما غفوراً(۱۱۳)

واللّٰہ یعلم ما فی قلوبکم و کان اللہ علیما حلیما(۱۱۴)

حلیم وہ ذات ہے جو غصہ وغضب میں قابو سے باہر نہ ہوتی ہے۔(۱۱۵) یہ اللہ تعالیٰ کی صفت حلم ہی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو اپنی نافرمانی اور طاغوت کی اطاعت کرتے ہوئے دیکھتا ہے پھر بھی انہیں برداشت کرتے ہوئے اپنی نعمتوں کا تسلسل جاری رکھتا ہے اور انتقام وعقوبت پر قدرت کے باوجود انہیں ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے۔ فرمانِ رسولؐ ہے کہ

ولویو اخذ اللّٰہ الناس بظلمھم ما ترک علی ظھر ھامن دابۃ(۱۱۶)

اگر اللہ تعالیٰ ان کے ظلم کی وجہ سے ان کا مواخذہ فرماتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ بچتا۔ انسان چونکہ اللہ تعالیٰ کا نائب ہے اس لئے صفت تحمل مزاجی یا برداشت خداوندی کی ایک رمق اس میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ خالقِ کائنات کی برداشت کا احاطہ کرنے والا کوئی پیمانہ وجود میں نہیں آسکتا۔

زمین پر عدم برداشت وتحمل مزاجی کا پہلا مظاہرہ اولادِ آدم ہابیل وقابیل کے درمیان نظر آتا ہے اس کے علاوہ دیگر مذاہب میں روا رکھی جانے والی قتل وغارت گری کی سیکڑوں مثالیں موجود ہیں ہندوؤں کی مذہبی کتب مقدسہ عدم تحمل اور قتل وغارت گری سے بھری ہوئی ہیں۔ یجروید میں لکھا ہے! یہہ اگنی۔ غارت گری کی جنگ میں مال غنیمت لائے (۱۱۷) اے اگنی ہماری مزاحمت کرنے والی جماعتوں کو مغلوب کر (۱۱۸) یہودیوں کے تشدد اور عدم برداشت کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن نے جہاں یہ بتایا کہ اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں (۱۱۹) نقص عہد کرتے ہیں (۱۲۰) وہیں سب سے بڑا جرم

یقتلون الانبیاء بغیر حق (۱۲۱)

اسی طرح عیسائیوں اور مجوسیوں نے بربریت کی ان مٹ مثالیں قائم کی ہیں ان کے ہاں اپنے دشمنوں کو قتل کرنا، فصلوں وباغوں کو تباہ کرنا، بستیوں کو جلانا باعثِ فخر سمجھا جاتا ہے (۱۲۲) یہود نے اپنے معاصر اہلِ مذہب پر زیادتیاں کیں حضرت عیسیٰ کو بقول متی انجیل کے صلیب پر چڑھادیا گیا۔ پیٹ پھاڑ کر انتڑیاں نکال دی گئیں (۱۲۳)۔ اس کے برعکس اسلام نے نہ صرف تحمل مزاجی کی تعلیم دی بلکہ اس کا عملی مظاہرہ بھی پیش کیا۔

حضور اکرم ﷺ کی تحمل مزاجی: ارباب سیر نے آپؐ کی تحمل مزاجی، عفو وحلم، دشمنوں سے درگزر اور ہر زیادتی کرنے والے، ستانے والے سے حسن سلوک اور ان کے مظالم کو برداشت کرنے کے واقعات تحریر کئے ہیں ام المومنین حضرت عائشہؓ کا ارشاد ہے۔ آپؐ نے تمام زندگی اپنے اوپر کی گئی کسی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا، بجز اس کے کہ خدائی حرمت کو پامال کیا گیا ہو، فقط اس صورت میں آپؐ سختی سے مواخذہ فرماتے تھے۔ (۱۲۴) رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی نے ہمیشہ درپردہ دشمنوں کی حمایت کی، وہ واقعہ افک میں براہ راست ملوث تھا۔ بقول علامہ شبلی نعمانی "دشمنوں کی شماتت، ناموس کی بدنامی ---- یہ باتیں انسانی صبر وتحمل کے پیمانہ میں نہیں سماسکتیں، تاہم رحمت عالمؐ نے ان سب باتوں کے باوجود اس کے ساتھ حسن سلوک کیا (۱۲۵) بخاری میں

روایت ہے کہ نہ صرف حضورؐ نے عبداللہ بن ابی کو معاف فرمایا بلکہ مرنے کے بعد اسے اپنی قمیض پہنائی اور ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار کرنے کا وعدہ فرمایا (۱۲۶)۔ صحابہ کرامؓ نے اسے قتل کرنے کی اجازت چاہی مگر آپؐ نے سختی سے منع فرمایا (۱۲۷) دنیا نے اس نظارہ کو دیکھ کے کہا حلم وعفو نے نفاق اور حسد کو خاک میں ملا دیا (۱۲۸) ایک دفعہ آپؐ نے ایک مسلمان قبیلے کا قحط دور کرنے کے لئے ایک یہودی سے اسی دینار قرض لیا ادائیگی کے وقت سے پہلے وہ یہودی آیا اور گستاخانہ انداز میں رقم کا مطالبہ کیا۔ حضرت عمرؓ اس کی گستاخی کو برداشت نہ کر سکے اور حضورؐ سے اس کا سر قلم کرنے کی اجازت چاہی، مگر آپؐ نے فرمایا: اے عمرؓ "تمہیں چاہیے تھا کہ مجھے حسن ادا کی تلقین کرتے اور اسے حسن طلب کی" پھر آپؐ نے نہ صرف اس کے قرض کی فوری ادائیگی کا حکم دیا بلکہ بیس صاع (تقریباً دو من) زیادہ کھجوریں دینے کا حکم دیا آپؐ کی تحمل مزاجی اور سلوک سے وہ مسلمان ہوگیا (۱۲۹)۔ نبی کریمؐ فرماتے ہیں جبریل نے بیان کیا! یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ جو آپؐ سے قطع رحمی کرے اس سے آپؐ صلہ رحمی کریں۔ جو آپ کو محروم رکھے اس کو آپؐ عطاء کریں اور جو آپؐ پر ظلم کرے اس سے آپ عفو ودرگزر کریں۔ (۱۳۰)

تحمل مزاجی کی اہمیت: تحمل مزاجی کی اہمیت کے پیش نظر اسلام میں اس کی خصوصی تعلیم دی گئی ہے۔ اور قرآن میں مسلمانوں کی صفت بتائی گئی ہے۔ "مسلمان مرد وخواتین کی صفت یہ ہے وہ غصہ برداشت کرتے ہیں اور (لوگوں کی زیادتیوں) سے درگزر کرتے ہیں (۱۳۱) دوسری جگہ ارشاد ہے: اگر کوئی برا سلوک کرے تو تم اس کی برائی کا بدلہ اچھائی سے دو پھر تمہارے درمیان جو دشمنی ہوگی وہ خود بخود ختم ہو جائیگی۔ (۱۳۲) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اپنے خادم کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپؐ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے اس نے وہی عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں اپنے خادم کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟" آپؐ نے فرمایا ہر روز ستر دفعہ "(۱۳۳) تاریخِ انسانی ودیگر مذاہبِ عالم روئے زمین پر ایسی مثال دینے سے تا حال قاصر ہیں۔

تحمل مزاجی کی صفت پیدا کرنے کا طریقہ: اگر کوئی شخص اپنی اصلاح کرنا چاہے تو اسے اصلاح کی طرف رہنمائی بھی کی گئی ہے۔ارشادِ نبویؐ ہے کہ: جب تم میں سے کوئی عدم برداشت یا غصہ کا شکار ہو کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اس طرح اس کا غصہ قابو میں آجائے گا۔(۱۳۴) ایک صحابیؓ نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جس پر عمل کر کے میں جنت میں چلا جاؤں۔آپؐ نے فرمایا لاتغضب غصہ مت کر(۱۳۵)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ نبی کریمؐ/ سلیم یزدانی/ ص۱۵۶/ مطبوعہ کراچی

۲۔ القرآن سورۃ قلم آیت۔۳

۳۔ روزنامہ جنگ/16-9-2006، کراچی

۴۔ نبی کریمؐ/ سلیم یزدانی/ ص۱۵۶/ مطبوعہ کراچی

۵۔ روزنامہ جنگ/19-9-2006، کراچی

۶۔ ششماہی علوم اسلامیہ انٹرنیشنل، ڈاکٹر صلاح الدین ثانی، ص۲۰۴، مطبوعہ کراچی

۷۔ فضائل اعمال، مولانا محمد ذکریا، ص۱۹۷، مطبوعہ لاہور

Rabbi A. Grohman, Neturei Karta, UK (Middle East and Terrorism)

http:www.islamic-studies.org/terrorconfer.pro.htm

۹۔ سید معروف شاہ شیرازی، اسلام اور دہشت گردی، لاہور، ادارہ منشوراتِ اسلامی، ۲۰۰۲، ص۱۷۵

۱۰۔ کیرم آرم اسٹرانگ، مسلمانوں کا سیاسی عروج و زوال، لاہور، نگارشات، ۲۰۰۳، ص۱۸۰

۱۱۔ ڈاکٹر محمد فاروق خان، اکیسویں صدی اور پاکستان، المورد (ادارہ علم و تحقیق) ناشر،

لاہور، ۱۹۹۰ء

۱۲۔ احمد سلیم، نیا عالمی نظام اور پاکستان مقالات مقالہ جوہر میر، لاہور، فکشن ہاؤس مزنگ روڈ، ۱۹۹۱ء، ص ۱۶

۱۳۔ جنگ سنڈے میگزین، ۲۲ دسمبر ۲۰۰۲، ص ۶ ـ ۷

۱۴۔ انوار ہاشمی / این جی اوز اہداف ترجیحات ومقاصد / لاہور، طیب پبلیشرز اردو بازار / ص ۱۰ ـ ۱۱

۱۵۔ ماہنامہ ساحل، کراچی، ج ۱۳، ش ۱۰، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۱ء، ص ۴۳ تا ۴۶

۱۶۔ ماہنامہ الفاروق، کراچی، جمادی الاولی ۱۴۲۰ھ / ص ۴۶ ـ ۴۷

۱۷۔ انسرار علم، علم اسلام کی صورتحال، کراچی، ادارہ معارف اسلامی، ۲۰۰۰ء، ص ۶۷

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ہفت روزہ تکبیر کراچی، جولائی ۱۹۹۸ء

۲۰۔ نعیم صدیقی، محسن انسانیت ﷺ اسلامی پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۲ء

۲۱۔ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، رسول اکرم ﷺ اور رواداری، فضلی سنز، کراچی، مارچ ۱۹۸۸

۲۲۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصرؒ، پیغمبر اعظم ﷺ وآخر، فیروز سنز، لاہور، اشاعت اول

۲۳۔ زین العابدین میرٹھی، پیغمبر اسلام کا پیغام امن وسلام، نقوش رسول نمبر ﷺ، ج سوم، ص ۴۶۰

۲۴۔ القرآن سورۃ البقرہ، آیت نمبر ـ ۹۹

۲۵۔ یوسف القرضاوی، شریعه الاسلام خلودها ولاجهاللتطبيق فی کل زمان و مكان بيروت، المكتب الاسلامی، ۱۹۸۹ء، ص ۵۲

۲۶۔ محمد یوسف کاندھلوی، حیاۃ الصحابہ، لاہور، کتب خانہ فیضی، ج ۳، ص ۵۸۵

۲۷۔ محمد حسین ہیکل اردو ترجمہ ابو یحییٰ امام خان، حیاۃ محمد ﷺ، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۳ء، ص ۲۸

۲۸۔ القرآن سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۔۱۵۱

۲۹۔ مقالات سیرت ۲۰۰۳، تقاریر، مفتی غلام الرحمن، پشاور، ص ۲۱

۳۰۔ وکیل انجم، سیاست کے فرعون، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۹۲ء

۳۱۔ منہاج (سہ ماہی) اکتوبر تا دسمبر ۱۹۹۶ء، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری ٹرسٹ سیل، لاہور

۳۲۔ نقوش (رسول ﷺ) نمبر زیر ادارت محمد طفیل، جلد سوم، ادارہ فروغ اردو، لاہور، ۱۹۸۳ء

۳۳۔ القرآن سورۃ النور آیت نمبر ۔۳۳

۳۴۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، الجہاد فی اسلام، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، نومبر ۱۹۷۹ء، ص ۲۷۔۲۸

۳۵۔ اسلام کا نظام حکومت، ص ۳۸۶، مکتبہ الحسن، لاہور

۳۶۔ ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۱۱۶۔۱۷۵، طبع اردو اکیڈمی سندھ کراچی

۳۷۔ جدوجہد پاکستان، ڈاکٹر اشتیاق حسن قریشی، شعبہ تصنیف و تالیف، جامعہ کراچی، ۱۹۹۰ء

۳۸۔ ڈاکٹر حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، کراچی، دارالاشاعت، ۱۹۷۷ء، ص ۲۲۸

۳۹۔ عامہ کتب سیرت ابن ہشام، ابن کثیرؒ، ابن سعد وغیرہ

۴۰۔ سیرت حلبیہ، ج ۳، ص ۴۵۱۔۴۵۲، طبع مصر

۴۱۔ القرآن سورۃ التوبہ آیت نمبر ۶۰

۴۲۔ بحوالہ اسلامی ریاست ص ۳۹۳

۴۳۔ ہنامہ ساحل، کراچی، ج ۱۳، ص ۱۰

۴۴۔ ملاحظہ ہو انگریزی اخبار دی نیوز مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۹۶ء

۴۵۔ اسلامی بیداری انکار اور انتہا پسندی کے نرغے میں، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، مترجم سلمان ندوی، لاہور، مکتبہ تعمیرات انسانیت، ص ۹

۴۶۔ بحوالہ جنگ، لاہور، صفحہ اول یکم اپریل ۱۹۹۷

۴۷۔ بحولہ مسلم شریف ج ۲، ۱۲۶، حدیث ۱۰۴۳

۴۸۔ مسلم شریف، ج ۲، ص ۷۱۷

۴۹۔ بخاری ا: ۳۷۳، الزکوۃ باب ۵۰

۵۰۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، الجہاد فی اسلام، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، نومبر ۱۹۷۹ء، ص ۲۷۔۲۸

۵۱۔ سنڈے میگزین اقتصادی رپورٹ، روزنامہ جنگ کراچی، ۲۰۰۳ء

۵۲۔ قائداعظم محمد علی جناح کی تقریر بطور گورنر جنرل پاکستان، (انگریزی) ۱۹۴۳ء ص ۱۵۳۔۱۷۴

۵۳۔ اسلام کا نظام حکومت، ص ۳۸۶، مکتبہ الحسن، لاہور

۵۴۔ ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۱۱۶۔۱۷۵، طبع اردو اکیڈمی سندھ کراچی

۵۵۔ ایضاً

۵۶۔ ابوداؤد، ترمذی

۵۷۔ ہنامہ ساحل، کراچی، ج ۱۳، ص ۱۰

۵۸۔ بخاری، ۱۴۶۔۴

۵۹۔ نعیم صدیقی، محسن انسانیت ﷺ اسلامی پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۲ء

۶۰۔ تفسیر ابن کثیر (عربی) ابوالفداء عمادالدین ابن کثیر، داراحیاء التراث العربی، بیروت

۶۱۔ تفسیر مظہری (عربی) قاضی ثناء اللہ عثمانی مجلس اشاعت العلوم، حیدر آباد

۶۲۔ احسن البیان فی تفسیر (اردو) سید فضل الرحمٰن، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی

۶۳۔ وکیل انجم، سیاست کے فرعون، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۹۲ء

۶۴۔ القرآن سورۃ النور آیت نمبر۔۵۵

۶۵۔ وکیل انجم، سیاست کے فرعون، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۹۲ء

۶۶۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، ۱۹۸۵ء

۶۷۔ ابن العابدین، درمختار، ج ۱، ص ۵۱۲

۶۸۔ ایضاً

۶۹۔ ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص ۱۱۶۔۱۷۵، طبع اردو اکیڈمی سندھ کراچی

۷۰۔ جعفری، رئیس احمد، اسلامی جمہوریت، ثقافت اسلامیہ، لاہور

۷۱۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، الجہاد فی اسلام، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، نومبر ۱۹۷۹ء، ص ۲۴

۷۲۔ ابن طقطقی، "الفخری" اردو ترجمہ، جعفر شاہ پھلواری، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1981ء، ص ۳۸

۷۳۔ وکیل انجم، سیاست کے فرعون، فیروز سنز، لاہور، ۱۹۹۲ء

۷۴۔ بخاری، کتاب الاحکام، باب سمع والطاعۃ للامام

۷۵۔ سیوطی، تاریخ الخلفاء، نور محمد کتب خانہ، کراچی، ص ۶۹

۷۶۔ تعمیر شخصیت وفلاح انسانیت (اردو)، سید عزیز الرحمٰن، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی

۷۷۔ القرآن سورۃ الحجرات آیت نمبر۔۱۳

۷۸۔ ہادی اعظم (اردو) سید فضل الرحمن، دارالاشاعت، کراچی

۷۹۔ سیرت النبی ﷺ (اردو) شبلی نعمانی سلیمان ندویؒ، دارالاشاعت، کراچی

۸۰۔ تعمیر شخصیت وفلاح انسانیت (اردو)، سید عزیز الرحمن، زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی

۸۱۔ جعفری، رئیس احمد، اسلامی جمہوریت، ثقافت اسلامیہ، لاہور

۸۲۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، الجہاد فی اسلام، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، نومبر ۱۹۷۹ء، ص ۲۴

۸۳۔ روزنامہ جنگ، ۹، اکتوبر، ۲۰۰۶ کراچی

۸۴۔ دستور نبوی ﷺ، مجموعہ الوثائق السیا سیہ و ثیقہ نمبر، نیز ابن ہشام، ج ۲، ص ۴۷، ۴۹، ۳۲۸

۸۵۔ کتاب القضا، باب فی طلب القضناء والتسرع الیہ، ج ۲، ص ۱۴۸

۸۶۔ بلاذری، النساب و الأ شراف، ص ۵۳۰، ۵۳۱، ابن سعد، ج ۱، ص ۳۰۰، ۳۵۵، ۲۴۰، ۲۱۴

۸۷۔ ایضاً

۸۸۔ القرآن سورۃ الانفال آیت نمبر۔۶۰

۸۹۔ السہیلی: الروض الانف، فضل ذکر تعلیم اہل الطائف، المقریزی، امتاع الاء، مطبع التالیف ۱۹۴۱ء، ص ۴۱۸

۹۰۔ خطبات بہاولپور، ۲۴۲

۹۱۔ التراتیب الاداریہ، طبع رباط، ج ۱، ص ۲۹۲، ۲۹۳، ۳۶۱

۹۲۔ اہم قبائل کے ساتھ معاہدات نبوی ﷺ، ابن ہشام، ج ۲، ص ۳۱۸، ابن سعد، ج ۱، ص ۲۷۱، ج ۲، ص ۱۰۸، ۶۲

۹۳۔ Abdul Hameed Siddiqui, The LIfe of Muhammad,

Islamic Publications Ltd. Lahore 1975.

۹۴۔ The News Lahore, September 3, 1996.

۹۵۔ K. K. Aziz, The Making of Pakistan, Islamic Book Service, Lahore 1986.

۹۶۔ القرآن سورۃ الاحزاب آیت نمبر۔۴۸

۹۷۔ مشکوۃ، کتاب الایمان ، باب الاعتصام بالکتاب والسنته ج اول، ص ۵۷

۹۸۔ ایضاً

۹۹۔ القرآن سورۃ یونس آیت نمبر۔۶۲۔۶۳

۱۰۰۔ Pakistan An Official Handbood (1995) Directorate General of Films & Publications, Misnistry of Information & Broadcasting, Government of Pakistan, Islamaabd, 1995.

۱۰۱۔ اسلامی بیداری انکار اور انتہا پسندی کے نرغے میں، ڈاکٹر یوف القرضاوی، مترجم سلمان ندوی، لاہور، مکتبہ تعمیرات انسانیت، ص۹

۱۰۲۔ جدوجہد پاکستان، ڈاکٹر اشتیاق حسن قریشی، شعبہ تصنیف و تالیف، جامعہ کراچی، ۱۹۹۰ء

۱۰۳۔ ستار طاہر، ایک عالم ہے ثناء خواں آپ کا، دوست پبلیکیشنز اسلام آباد، ۱۹۹۵، بحوالہ انسائیکلوپیڈیا بری ٹانیکا

۱۰۴۔ القرآن سورۃ الاحزاب:۲۱

۱۰۵۔ ابن کثیر البدایہ، ج ۷، ص ۳۵

۱۰۶۔ سرخسی، البسوط، مطبعه السعادة مصر ۱۳۳۱، ج ۲۲، ص ۲

۱۰۷۔ صحیح بخاری، ابوا الحرث و المزار عته باب مایحذر من عوقبب الا شتعال بالته الزرع

۱۰۸۔ ابو یوسف، کتاب الخراج، المطبعته السلفیته قاہره ۱۳۵۲ھ، ص ۲۴

۱۰۹۔ مجموعته الوثائق السیاسیته ص ۴۳۔۴۵، ۴۷، ۱۳۷، ۲۵ !

۱۱۰۔ مشکوة المصابیح، باالکسب و طلب الحلال

۱۱۱۔ محمد فواد، عبدالباقی، المعجم المفهرس لا لفاظ، القرآن الکریم (انتشارات اسلامی ایران ۱۳۷۴ھ) ص ۵۹۲

۱۱۲۔ سورۃالبقرہ:۲۳۵

۱۱۳۔ سورۃالاسراء:۴۴

۱۱۴۔ شرح اسماءالحسنیٰ /ص۸۸/ تاج کمپنی کراچی

۱۱۵۔ شرح اسماءالحسنیٰ /ص۸۸/ تاج کمپنی کراچی

۱۱۶۔ رازی فخر الدین /شرح اسماء الحسنی /دار لکتب العربی، بیروت/ص ۳۵۳

۱۱۷۔ یجروید (مطبوعہ لاہور) ۸/۴۴

۱۱۸۔ یجروید (مطبوعہ لاہور) ۶/۳۷

۱۱۹۔ سورۃ آل عمران: ۱۱۲

۱۲۰۔ سورۃالنساء: ۱۵۵

۱۲۱۔ سورۃ آل عمران: آیت۱۱۲، مزید دیکھیں سورۃالبقرہ: آیت۹۱، سورۃ آل عمران:

آیت ۸۱ اور آیت ۲۱

۱۲۲۔ رضوی، سید واجد علی۔ رسول میدان جنگ میں ص ۲۷۲

۱۲۳۔ ثانی، صلاح الدین، بابری مسجد کی شہادت (۱۸۵۵ء تا ۱۹۹۳ء تک تاریخی حقائق کے ساتھ عوام کی عدالت میں جنگ پبلشرز لاہور ۱۹۹۳ء) ص ۴۲ تا ۵۱

۱۲۴۔ بخاری ج ۳/ ص ۳۹۵

۱۲۵۔ سیرت النبی ﷺ حصہ دوم / ص ۲۱۱

۱۶۲۔ بخاری، کتاب الجنائز / ج ۱/ ص ۳۴۳

۱۲۷۔ معارف القرآن، بذیل سورۃ المنافقون، دارالعلوم کورنگی کراچی

۱۲۸۔ افضل حق چودہری محبوب خدا ص ۱۱۷

۱۲۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ / ج ۱۹/ ص ۱۲۹، پنجاب یونیورسٹی لاہور

۱۳۰۔ صحیح بخاری کتاب بدء الخلق ذکر ہند ج ۴/ص ۲۳۲ ،صحیح المسلم (دارالفکر بیروت ۱۴۰۰ھ)

۱۳۱۔ سورۃ ال عمران ۱۳۴

۱۳۲۔ سورۃ فصلت ۳۴

۱۳۳۔ تفسیر الکبیر / ج ۱۱/ ص ۳۱۳

۱۳۴۔ مسند احمد / ج ۵/ص ۱۵۲ ، سنن ابو دائود حدیث نمبر ۴۷۸۲

۱۳۵۔ موطا امام مالک / ج ۲/ص ۹۰۶۔۹۰۵، کتاب حسن الخلق باب ماجاء فی الغضب